سیرت بیان (۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، أمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللہِ اِلخ۔

مسلمان جب کبھی بات کرتے ہیں

تو گویا زندگی ہی زندگی کی بات کرتے ہیں

کبھی جبرئیل جس کی منزل اول نہ چھو پائے

زمین پر آج ہم اُس نبی کی بات کرتے ہیں

خدا کا شکر ہے چلتے ہیں ہم اس کے اشاروں پر

جنابِ خضر جن کی رہبری کی بات کرتے ہیں

صدر محترم، علماءِ کرام، بزرگانِ کے ملت، نوجوانانِ عزیز! یہ آپ کے جامعہ اسلامیہ کا تریسٹھواں سالانہ اجلاس ہے یعنی باسٹھ بہاریں اس کی آپ دیکھ چکے ہیں۔

جامعہ کو اس نظر سے نہ دیکھیے کہ اس میں عمارت کتنی ہے؟ یوں بھی نہ دیکھیے کہ جلسہ کی تعداد کتنی ہے، یہ بھی خیال نہ کیجیے کہ مدرسین اور اساتذہ کتنے ہیں؟ یوں دیکھیے کہ جامعہ میں کیا ہے؟ اور جامعہ کیا چیز ہے؟ اللہ کے رسول آقائے کائنات رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کے یقینی اور حقیقی تبرکات، یوں کہیے جبۂ شریف، عمامہ شریف موجود ہے، جس کی سند کا کہیں پتہ نہیں، اور ہمارے گاؤں میں تو گھر گھر اور گاؤں گاؤں میں موئے مبارک بھی موجود ہے، جس کی سند کا کہیں پتہ نہیں؛ لیکن یہاں جو تبرکات موجود ہیں وہ اس استاذ سے لے کر اللہ

کے رسول ﷺ تک **مسلسل** سند ہے، حضور ﷺ کی سند کے امین یہ جامعہ، یا اس جیسے مدارس ہی تو ہیں، تو اس نظر سے جب آپ جامعہ کو اس نظر سے یکھیں گے، تو جامعہ بہت اونچا نظر آئے گا، بہت ہی بلند نظر آئے گا، اللہ کے رسول سرکار دو عالم ﷺ کی ساری زندگی سمیٹ کر رکھی ہے، لوگوں کو پہنچا رہے ہیں، اس کو یوں بھی سوچیے کہ دنیا میں بہت سی انجمنیں اور ادارے ہیں، ہر ادارہ اور ہر انجمن اپنے اپنے طرز پر کام کر رہی ہے، سب اچھے ہیں، میں کسی پر تنقید نہیں کرتا، لیکن سب نے اپنا کوئی نہ کوئی گوشہ اختیار کر رکھا ہے، لیکن یہ جامعہ اپنے پورے گوشے میں اللہ اور رسول ﷺ کی زندگی لیے ہوئے ہے، اور پھر یوں بھی سوچیے کہ اگر جامعہ اور اس جیسے ادارے نہ رہیں تو یہ شاخیں کہاں سے نکلیں گی؟ اگر جڑ ہی کو ختم کر دیا جائے، تو شاخیں کہاں سے نکلیں گی؟ اس لیے میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ اس جامعہ کو ٹوٹی پھوٹی عمارتیں نہ سمجھو، پھٹے پرانے طالب علموں کو نہ دیکھو، جامعہ کو اس طریقے سے دیکھو کہ اس کا مشن کیا ہے؟ اللہ کے رسول سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین ﷺ نے مسلمانوں کی پوری زندگی کا نصب العین مقرر کر دیا تھا، یعنی مسلمان بازار میں جا کر کاروبار کرے، سودا خریدے، شادی کرے، بیوی سے بات کرے، استنجا جائے اور وہاں سے نکلے، ایسے تو غیر مسلم بھی بازار جاتا ہے، وہ بھی شادی بیاہ کرتا ہے، اس کے گھر میں بھی غمی ہوتی ہے، وہ بھی کاروبار کرتا ہے، مگر فرق کیا ہے؟ اس کی زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہے، اور مسلمانوں کی زندگی کا ایک نصب العین ہے، وہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول آقائے کائنات رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے جانے والے تھے، تو زندگی بھر کا

نصب العین سمجھا دیا تھا، اور آخر وقت میں بہ طور وصیت کے اُمت کے حوالے کیا، وہ نصب العین دنیا کے کسی بھی گوشے میں چھوٹنے نہ پائے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”لَا یَمَلُّ اللہُ حَتّٰی تَمَلُّوْا“ اللہ میاں تو دینے سے نہیں اکتاتے ہیں، جب تک ثواب لینے والے خود ہی ڈھیلے نہ پڑ جائیں، لیکن یہ مسئلہ ایک مرتبہ تفصیل سے بتلا چکا ہوں، کہ جب تعبیر کریں گے اللہ کے رسول ﷺ دنیا سے گذر جانے کی، تو ذرا بچ بچا کے، کہ حضور ﷺ نے پردہ فرمایا، اپنے رفیق اعلیٰ سے ملے، یعنی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی یہ کہے حضور ﷺ مر گئے، ہم مسلمان تو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ قبر شریف میں زندہ تشریف فرما ہیں، اس کا غلط مطلب سمجھ کر یہ نہ سمجھ لیجیے گا کہ حضور ﷺ پر موت یا موت جیسی کوئی چیز آئی ہی نہیں؛ اگر ایسا نہیں تھا تو صحابۂ کرامؓ کو کیا ہو گیا تھا کہ جنازہ جیسے نہلایا جاتا ہے، ایسے نہلایا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی، لحدِ پاک میں اتارا، کچی کچی اینٹیں لگائیں، مٹی برابر کی، کچھ تو ہوا تھا نا، پھر یہ مسئلہ عجیب متفق علیہ ہے کہ حضور ﷺ قبر شریف میں زندہ تشریف فرما ہیں، اور فرقوں کو تو چھوڑیے، جو لوگ اپنے کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں، چاہے دیوبند کے مکتب خیال سے تعلق رکھتے ہوں، یا بریلی شریف سے عالم بن کر آئے ہوں، میں نے مذاق کے طور پر نہیں کہا، وہ لوگ جب بریلی بولتے ہیں تو شریف کے ساتھ کہتے ہیں، ہم نے دیوبند کے علماء سے دیوبند کے ساتھ شریف نہیں سنا، اس واسطے جیسا وہ کہتے ہیں، ہم کو کیا ضرورت ہے بڑھانے کی، تو چاہے دیوبند سے تعلق رکھتے ہوں، چاہے بریلی شریف سے، دونوں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل

سنت والجماعت ہیں، دوسرا نہیں، ہے نا یہی، پھر مسائل میں اتنا اختلاف کیوں ہے؟ شاید ہی کوئی چیز بچی ہو اختلاف سے، اور اختلاف بھی چھوٹا موٹا نہیں، مکمل اسلام اور کفر کا، حلال اور حرام کا، ایک کہتا ہے قبر پر سجدہ نہیں کیا، طواف نہیں کیا، اس پر چادر نہیں چڑھائی تو وہابی کافر سے بھی بدتر کافر ہے، اور ایک کہتا ہے کہ شرک ہو گیا، اختلاف ہے یا نہیں، اس کو نہیں دہرا رہا ہوں، لیکن خدا کا شکر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر پاک میں زندہ ہونے کا مسئلہ دونوں کے مابین متفق علیہ ہے۔

اور یہ بھی یقین کرلو کہ جب مسلمان یہ کہتا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں، زندہ ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح بھی زندہ ہے، روح تو پاک ناپاک سب ہی زندہ رہتی ہیں، کیا حضرت ابوبکرؓ کی روح زندہ نہیں ہے؟ ابوجہل کی روح زندہ نہیں ہے؟ فرق یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ کی روحِ پاک علیین میں آرام فرما رہی ہے، اور ابوجہل کی روحِ ناپاک سجین میں تڑپ رہی ہے، ہیں تو وہ دونوں زندہ، مسلمان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف روح کے ساتھ ہی نہیں؛ بلکہ آپ کا جسم بھی زندہ ہے۔

یقیناً آپ کو خیال ہوگا کہ شہید بھی تو زندہ ہے اور شہید بھی تو جسموں کے ساتھ زندہ ہیں، شہیدوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زبان سے بھی انہیں مردہ نہ کہنا، اور دل سے اس کی تصدیق نہ کرنا "بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ" وہ خدا کے یہاں زندہ ہیں، لیکن تم لوگ سمجھ نہیں سکتے، تو میں گذارش کروں گا شہید یقیناً زندہ ہیں، اور جسم کے ساتھ زندہ ہیں، لیکن اس جسم کے ساتھ زندہ نہیں جس جسم کو تیر لگے تھے، جس پر زخم لگے تھے، جس پر

تلوار چلی تھی؛ بلکہ دوسرے جسم کے ساتھ، ان طلبہ ہی سے پوچھ لیجیے!۔

بخاری شریف میں انہوں نے پڑھا ہوگا کہ شہید کی جب جان نکلنے والی ہوتی ہے تو فرشتہ ایک سبز چڑیا، چڑیا کیا، چڑیا کا خاکہ، یعنی جسم بغیر جان کے لے کر کھڑے ہوجاتے ہیں، اور جب شہید کی جان نکلتی ہے تو اس چڑیا کے اندر ڈال دی جاتی ہے، تو جان شہید کی، اور جسم چڑیا کا، اب چڑیا زندہ ہوگئی، اس کو جنت میں چھوڑ دیتے ہیں، آخر آپ نے جانور کو دیکھا ہے کہ جی چاہتا ہے کبھی آرام فرمانے کا، تو اللہ نے اپنے عرش کے نیچے کبھی کچھ قندیلیں لٹکا رکھی ہیں، اس میں وہ آرام کرتی ہیں، تو شہید زندہ ہے جسم کے ساتھ، مگر وہی جسم نہیں۔

لیکن جب ایک مسلمان کہتا ہے کہ میرے آقا ﷺ زندہ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اُسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں جس جسم پر دشمن پتھر مارتے تو خون نکلتا، وہی جسم تھا کہ کبھی فاقہ ہوجاتا تو پیٹ پر پتھر بھی باندھ لیتے، بخار آتا، تو کبھی سر میں درد ہوجاتا، تو پٹی بھی باندھ لیا کرتے تھے، وہی جسم اطہر جس کے ہاتھوں پر صاحب زادوں نے سسک کر جان دی اور دم توڑا، وہی جسم اطہر جس کے ساتھ آپ اُمہات المؤمنین کے حجرات میں تشریف لے جاتے تھے، اللہ کے رسول ﷺ اُسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔

شہید کے بارے میں قرآن میں ہے" بَلۡ أَحۡيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمۡ" شہید تمہارے درمیان زندہ نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے پالنہار کے پاس زندہ ہے، اور نبی یہاں بھی زندہ ہے۔ اس وقت میں اس مسئلے کو چھیڑ کر کے طویل نہیں کرتا، لیکن اس مسئلے پر بنیاد پڑتی ہے، اس لیے میں نے تھوڑا سا اشارہ کیا، دلائل اس سے پہلے میں یہاں عرض کر چکا ہوں تھوڑا سا

اشارہ کر رہا ہوں۔

ابو داوود شریف اٹھائیے، اس کا کتاب الجمعہ نکالیے اس میں آپ کو ایک حدیث ملے گی، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: یوں تو میرے اوپر جتنا ہو سکے درود شریف برابر پڑھا کرو؛ لیکن جب جمعہ کا دن آئے تو جتنا بن پڑے، خوب کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ درود وسلام مجھ پر پڑھا کرو، کیوں؟ اور وقت کا درود وسلام وقتِ مقررہ پر پیش ہوتا ہے؛ لیکن جمعہ کے دن کے درود وسلام کی شان یہ ہے کہ پڑھنے والے کی زبان سے نکلا اور فرشتوں نے میرے سامنے پیش کر دیا، تو ایک صحابیؓ اٹھے اور پوچھا کہ "أَبَعْدَ الْمَوْتِ یَا رَسُوْلَ اللهِ؟" میرے آقا یہ تو ٹھیک ہے؛ لیکن کیا مرنے کے بعد بھی، ذرا تیور بدل گئے اور فرمایا: "اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ أَنْ یَّأْکُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِیَاءِ" اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبی کے جسم کا ایک ذرہ بھی کھائے، ایک رُواں بھی میلا نہیں کر سکتی، تو دیکھا جسم محفوظ رہا یا نہیں؟ آگے فرماتے ہیں: "فَنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُرْزَقُ" ارے! میں یعنی اللہ کے رسول ﷺ اور انبیاءِ کرامؑ قبر میں جانے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں، ایک اور انداز سے سمجھیے، ذرا جلدی سمجھ میں آجائے گا ہم اور آپ جتنے بھی ہیں اپنے عقیدے سے سوچیے، مرنے کے بعد سوال وجواب کے لیے زندہ کیے جائیں گے یا نہیں؟ کیا دوسرا جسم آئے گا یا یہی ہوگا، یہی روح ہوگی، یہی ہوش وحواس ہوں گے۔

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ قبر کی ہولناکیاں بیان فرما رہے تھے، سب رو رہے تھے، پریشان تھے، فاروق اعظمؓ چپ چاپ بیٹھے تھے، جب بیان ختم ہوا تو فاروق اعظمؓ

نے پوچھا کہ کیا میرے ہوش وحواس قبر میں ایسے ہی ہوں گے یا کم ؟ فرمایا: ایسے ہوں گے؛ بلکہ اس سے اچھے ہوں گے، یہاں شوروغل میں پڑ جاتے ہیں، وہاں تو بڑا پُرسکون ہوں گے، تومسکرا کرفرماتے ہیں: ''اِذَنْ لاَأُبَالِیْ'' کہ پھرتو کوئی فکرنہیں ہے، جب یہاں ہوش وحواس میں اسلام کو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور خدا کو نہیں بھولتا، تو کیا وہاں بھول جاؤں گا؟ یہی جسم یہی روح اور سوال وجواب ہوگا اور سوال وجواب کے بعد روح نکال لی جائے گی، روح علیین یا سجین میں چلی جائے گی، جہاں کے لائق ہوگی اور جسم یہیں سڑگل کر مٹی میں مل جائے گا۔

لیکن نبی کی خصوصیت کیا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کیا ہے؟ کہ جب قبر میں زندہ ہوئی تو اس میں کوئی اختلاف نہیں، قبر میں زندہ ہیں، اب قبر میں زندگی کی دو شکلیں بنیں گی، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کی جان نہیں نکالی جاتی ہے، وہیں چھپائی جاتی ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں جان نکالی جاتی ہے، اب جان نکالی جاتی ہے تو جان ڈالی بھی جائے گی، اور چھپائی ہے تو اُجاگر بھی کی جائے گی، نبی دوبارہ زندہ ہوں گے تو پھر نبی کی جان نکالی نہیں جائے گی، کیسے معلوم ہوا کہ جان نکالی نہیں جائے گی۔

سنو! بخاری شریف کی حدیث، ایک جگہ بیان کیا گیا تو ایک مولانا صاحب، ایک طبقہ مسلمانوں میں ایسا بھی ہے جسے خواہ مخواہ کی ضد ہے وہ کہتا ہے کہ برزخ کی حیات ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تو جسمانی حیات ہے، میں نے جب ابوداود شریف کی حدیث پیش کی تو وہ نیم حکیم جی کہو، کہنے لگے کہ یہ تو آپ نے ابوداود شریف کی حدیث پیش کی ہے، بخاری شریف کی حدیث دکھلاؤ! میں نے کہا کہ ضد کس چیز کی ہے؟ پوری نماز جب بخاری شریف

سے نہیں دکھا سکتے تو یہ اِدھر اُدھر کرنے سے کیا ہوگا؟ یہ کس نے کہا کہ سب کچھ بخاری شریف سے ہی ملے گا؟ تو کہنے لگے کہ "نہ" بخاری شریف سے دکھاؤ، میں نے کہا کہ کوئی تو بات ہو، بات بہت معقول کہی، وہ معقول بات یہ کہی ہے کہ موت کا چوں کہ صاف صاف اعلان بخاری شریف میں موجود ہے، وہ صدیق اکبرؓ کا خطبہ "مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ" جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوجا کرتا ہو، وہ سمجھ لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مر چکے) وفات پا چکے ہیں، تو بخاری شریف سے دکھلاؤ کہ وہ زندہ ہیں، میں نے کہا کہ میں تو عالم نہیں بن پایا؛ لیکن علماء کی جوتیاں سیدھی کی ہیں، میں بزرگ نہیں بن پایا؛ لیکن ان آنکھوں سے بزرگوں کی صورتیں تو دیکھی ہیں، زیارت تو کی ہے، میں نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ بخاری شریف سے دکھاؤ، اور میں کہتا ہوں کہ اگر میں اسی حدیث سے دکھادوں کہ جس فقرے سے تم چراتے رہتے ہو، تو انہیں جوش آ گیا اور کھڑے ہو کر قسم کھا کر کہا کہ میں توبہ کرلوں گا، پوری بات سناتا ہوں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ اندازہ کیجیے صحابہ کرامؓ پر کیا بیتی ہوگی، کوئی کھڑا تھا تو کھڑا ہی رہ گیا، کوئی روتا تھا تو روتا ہی رہ گیا، کوئی گرا تو بے ہوش ہو گیا۔

ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے عبد اللہ بن زید بن عبد ربہؓ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو خواب میں فرشتوں کی وساطت سے اذان سکھائی گئی تھی، کھیتی باڑی میں کام کرتے تھے، ان کا کھیت کچھ دور تھا، بیٹا پہنچا کہ ابا میاں! وہ آفتاب رسالت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں اللہ نے طلوع فرمایا تھا، وہ رخصت ہو گیا، پوچھا کہ بیٹا! کیا کہا؟ جواب دیا کہ اب دیکھنے کو نہیں ملیں گے، وہ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے، کہا کہ بیٹے! کیسے معلوم ہوا؟ کہا کہ میں صدیق اکبرؓ

کوسن کر آیا ہوں، "مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ" پس انہوں نے فوراً کھیتی باڑی کے آلات رکھ دیے، اور خدا کی بارگاہ میں دونوں ہاتھ اٹھائے کہ اللہ! تجھے معلوم ہے کہ دنیا والوں کی طرح مجھے بھی اپنی آنکھیں بہت پیاری ہیں؛ مگر مجھے اپنی آنکھیں اس لیے پیاری ہین کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے کو دیکھتا تھا، اب میری بینائی لے لے، اور اتنا روئے، اتنی دعا کی کہ نابینا ہوکر اٹھے۔

مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے جب واعظین اپنے بیان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو ثابت کرنے کے لیے لیلیٰ و مجنون کی کہانیاں چھیڑتے ہیں، مجنون کو کبھی لیلیٰ سے ایسا عشق نہیں ہوسکتا، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا، پڑھو دیوان قیس عامری، جگہ جگہ وہ کہتا ہے لیلیٰ تجھ پر میری جان قربان! میرا کنگن قربان! میری آنکھیں قربان! لیکن مرنے تک میاں کی آنکھیں موجود تھیں، کچھ قربان نہیں ہوا تھا، اور انہوں نے جو ایک مرتبہ کہہ دیا تھا کہ میرے آقا! میری آنکھیں آپ پر قربان، تو قربان کر کے دکھلا دیا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بڑے تڑنگے اور مضبوط تھے، اور جتنا تڑنگا، اتنی ہی اس کی آزمائش ہوا کرتی ہے، آپ نے وہ حدیث سنی ہوگی "اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلاَءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، اِبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ" فرماتے ہیں: سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام پر آزمائش ہوا کرتی ہے پھر صدیقین پر، شہداء پر، صالحین پر، اولیاء کرام پر، پھر جیسا ایمان ہو ایسی آزمائش، اگر ڈھیلا ایمان ہے تو کمزور آزمائش ہے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت مضبوط تھے، تو ان پر کیفیت بھی بڑی مضبوط طاری ہوئی تھی، ان پر یہ کیفیت طاری ہوئی کہ تلوار سونت لی، اور میان سے نکال لی اور جہاں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے وہاں پینترے بدلنے لگے، اور کہتے تھے، زبان بدل بدل کر کے کہ جو یہ کہے گا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر گئے تو اس کی گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا، میرے آقا تو سو رہے ہیں، ابھی چادر اُٹھائیں گے اور نماز پڑھائیں گے، اور منافقین سے جہاد کرنے جائیں گے، ان پر یہی کیفیت طاری تھی، ادھر صدیق اکبرؓ کا تقاضا یہ تھا کہ سنت کے خلاف کوئی کام نہ ہونے پائے، جلدی تجہیز و تکفین کرو، ایک بڑے میاں نے کہا: جلدی کون کرے، فاروقی تلوار کا مقابلہ کون کرے، صدیق اکبر خود اٹھے اور بڑے ادب سے معاملہ کیا، وہ پینترے بدل رہے تھے، اُن کی طرف دیکھا بھی نہیں، اور بڑے ادب سے چہرۂ مبارک سے چادر اُٹھائی، جب چادر اُٹھائی تو پیار آنے لگا، تو جھک کر پیشانی مبارک کے دو تین بوسے لیے، اور فرمایا: ”لَقَدْ طِبْتَ حَیاً وَمَیِّتاً“ آپ جب دنیا میں چلتے پھرتے تھے، تب بھی طیب اور پاک تھے، اور آپ جب رفیق اعلیٰ سے مل گئے تب بھی آپ پاک ہیں، اس کے بعد آپ نے ایک فقرہ فرمایا، اس کو میں کہنا چاہتا ہوں، جس پر نظر نہیں گئی، یہ وہی حدیث ہے جس کے اخیر میں فرمایا: ”واللہِ لَنْ یَّجمَعَ اللہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ“ خدائے پاک کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا، ہماری اور آپ کی دو موتیں ہیں، ابھی میں آپ کے سامنے تقریر کر رہا ہوں، میری جان نکل گئی، آپ نے نہلایا، کفنایا، اور جامعہ کے کسی گوشے میں دفن کر دیا، ایک موت آ گئی، اب پھر قبر میں زندہ کیا جائے گا، سوال و جواب کے لیے، پھر جان نکالی جائے گی، دو موتیں ہو گئی، تو فرمایا: ”واللہِ لَنْ یَّجمَعَ اللہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ“ خدائے پاک کی قسم! اللہ آپ پر کبھی دو موتیں جمع نہیں کرے گا، ”أمّا

الْمَوْتُ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّ هٰذِهٖ" اللہ تعالیٰ نے "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" جو موت لکھی تھی وہ تو آ چکی، اور جو قبر میں ہوگی پھر نکالی نہیں جائے گی۔

اور یہ سمجھ میں آتا ہے جب پنجرہ ٹوٹ جائے، تو چڑیا اڑ جاتی ہے، ہمارا پنجرہ ہی اس لائق نہیں کہ صحیح سالم رہے تو جان کہاں رہے گی، وہ یا تو علیین یا سجین میں چلی جاتی ہے۔ اور نبی کا پنجرہ ایسا بنایا جاتا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ يَّأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" نبی کے جسم کو مٹی خراب نہیں کرسکتی، جب جسم موجود ہو تو جان بھی موجود، "فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ" اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اس کو کھانے کو بھی ملتا ہے، اور بیہقی شریف میں ایک فقرہ بھی بڑھا ہوا ہے، "يُصَلُّوْنَ" نماز بھی پڑھتے ہیں۔

میں نے گذارش کی کہ اُس نزع کے عالم میں اللہ کے رسول ﷺ پر بے ہوشی طاری تھی، میں ساری بات تو نہیں دہرا رہا ہوں، جب آنکھ کھلی تو پوچھا کہ مسجد میں کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: "هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ لِصَلٰوةٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" لوگ مسجد میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں، فرمایا: پانی لاؤ! وضو کریں، اس نازک وقت میں بھی مسجد جانے کے لیے تیار، مسجد میں دل اٹکا ہوا ہے، اس لیے مسلمان اُسے کہا جاتا ہے کہ نماز سے نکل کر آیا ہو، اس طرح کھیتی باڑی کا کام کرے، کاروبار کرے، تو خدا کے یہاں ایسے ہی لکھا جاتا ہے جیسے مسجد میں ہی بیٹھا ہوا ہے۔

اور وہ پانچ گروہ جن کا حساب کتاب قیامت میں معاف کر دیا جائے گا، اور اللہ کے عرش کے نیچے ان کو جگہ ملے گی، ان میں وہ آدمی بھی شمار کیا گیا جس کا دل مسجد سے آنے

کے بعد بھی اسی میں لگا ہوا ہے۔

حضور ﷺ نے دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھا اور اس ادا کے ساتھ تشریف لے گئے کہ "قَدَمَاهُ يَخُطَّانِ فِي الاَرْضِ" جہاں سے چلے اور جہاں نماز پڑھی، وہاں دونوں پیروں کی لکیریں پڑ گئیں، نماز پڑھی، صحابۂ کرامؓ کو دیکھا کوئی رو رہا ہے، کوئی رونی سی صورت بنا رہا ہے، کوئی بڑا افسردہ ہے، یعنی یہ منظر دیکھ کر کہ اب زیادہ دیر تک حضور ﷺ ہمارے درمیان نہیں رہیں گے، اب شام کو چلے جائیں گے یا رات کو چلے جائیں گے، آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو اشارہ کیا کہ مجھے منبر پر بٹھا دو، خود نہیں بیٹھ سکتے تھے، اور صحابۂ کرامؓ نے مل کر بٹھا دیا، اور بازو پکڑے ہوئے، ایک صحابیؓ فرماتے ہیں: میں نے تجربہ کرنے کے لیے کہ دیکھوں! حضور ﷺ ٹک سکیں گے یا نہیں، میں نے تھوڑا ایک طرف ہاتھ ڈھیلا کیا، جدھر جدھر ڈھیلا کیا اُدھر حضور ﷺ جھک پڑے، اتنی بھی سکت نہیں تھی، اس لیے مجھے اشارہ کیا کہ مجھے پکڑے رہو، دو صحابیؓ حضور ﷺ کو پکڑے رہے، فرماتے ہیں: لوگوں! میں تم کو افسردہ دیکھ رہا ہوں، رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، پریشان حال دیکھ رہا ہوں، میں سمجھ رہا ہوں کہ تم اپنے آپ کو بے آسرا سمجھنے لگے ہو، ایک صحابیؓ نے ہمت کی اور کہا: حضور! ہم سے زیادہ بے آسرا کون ہوگا؟ ہماری دنیا تو آپ کے قدموں سے لگی ہوئی ہے، اور ہماری آخرت آپ کی کالی کملی سے لگی ہوئی ہے، ایسا منظر معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ہم کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، ہم سے زیادہ بے آسرا کون ہوگا، تو حضور ﷺ نے مسکرانے کی کوشش کی، فرماتے ہیں کہ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا کہ جو کبھی نہ کبھی دنیا والوں کو چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ سے نہ ملا

ہو، میں بھی ملنے والا ہوں، لیکن تم لوگ ایک آسرے کو رو ہے ہو، میں تم کو بے آسرا نہیں چھوڑوں گا، تم کو ایک آسرے کی فکر ہے، میں تمہارے واسطے دو آسرے چھوڑ کر جا رہا ہوں، "اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ" یا "لَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ" میں دو بوجھل چیزیں تمہارے واسطے چھوڑے جا رہا ہوں، ایسی بوجھل کہ دنیا کی ہزار، دو ہزار آندھیاں آئے، کتنے ہی طوفان اٹھیں، انقلابِ روس ہو یا انقلابِ فرانس ہو، یا پورے ہندوستان بھارت کا انقلاب ہو، چاہے کوئی انقلاب آئے، وہ ایسی بوجھل چیزیں ہیں کہ اپنی جگہ سے نہ ٹل سکیں، کوئی آندھی آئے، ہلا نہ سکیں، اگر تم بھی یہ چاہو کہ تم بھی نہ ہلو، تو تم یاد رکھو کہ تمہارا سہارا یہی ہے کہ ان دونوں سے لپٹے لپٹائے رہو، اب صحابہؓ اس انتظار میں دیکھنے لگے کوئی گھٹنوں کے بل کھڑے ہونے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں، فرمایا: "کِتَابُ اللہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ" ایک اللہ کی کتاب قرآن پاک، اور ایک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کالی کملی سنتِ راشدہ۔

یہ مسلمان کی زندگی کا نصب العین ہے، پوری مسلمان کی تاریخ پڑھ لیجیے، جب تک مسلمان کے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی، خالی یوں ہی نہیں کہ بڑھتا گیا اور ترقی کرتا گیا؛ بلکہ اللہ نے سب کچھ دیا، تخت و تاج بھی دیا، عزت بھی دی، حکومت بھی دی، اور سب کچھ دیا، اور خالی یوں ہی نہیں کہ مکہ اور مدینہ میں دیا، اور یہی نہیں کہ حجازِ مقدس میں دیا، اور یہی نہیں کہ عرب میں دیا؛ بلکہ اس ہندوستان میں بھی ساڑھے نو سو سال تک یعنی تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کرتے رہے، اور بڑے اطمینان سے کرتے رہے، اور کب تک؟ جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ان کا مطمحِ نظر رہا کبھی مسلمانوں کے

بادشاہوں کے دربار میں یہ تھا کہ جب دربار عام یا خاص کبھی شروع ہوتا تو تلاوت کلام پاک سے شروع کیا جاتا، جب گھر میں لڑکے اور لڑکیوں کی شادی ہوتی تو سنت کے مطابق ہوتی تھی، مگر ایک زمانہ وہ بھی بہ جائے ہے قرآن کریم کے گیتا کے پارٹھ پڑھے جانے لگے اور جو عورتیں گھر میں آئیں ہندوؤں کی طرح بیاہ کر کے، اپنے ساتھ ساتھ رسم ورواج بھی لائیں، تو بہ جائے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم کے طریقے کے، ان کے طریقے رائج ہو گئے، تو پھر دیکھئے! کہ ہزار سال کی کی بنی بنائی حکومت تھی وہ تباہ ہوگئی۔

دعا دیجئے ان مدارس کو، کہ ان کی بہ دولت بہت کچھ نہ کچھ نشان باقی ہیں ورنہ ہم نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے، آپ کہیں گے کہ ہم بھی نماز تو پڑھتے ہیں اور ہم تہجد بھی پڑھتے ہیں، اور ہم حج کرنے بھی چلے جاتے ہیں زکوۃ اور مدرسہ میں چندہ بھی دیتے ہیں اور نیکیاں بھی کرتے ہیں یہ ساری نیکیاں کرنے کے بعد بھی مکمل ایمان جب بنے گا، خدا کے نزدیک قابل اعتبار بنے گا، جب پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علم کے حوالے کردو، پوری زندگی، زندگی کا کوئی گوشہ نہ بچے، ہم نے سمجھا کہ دین نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج ہی کا نام ہے، دین پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک، اور ماں کی گود سے لے کر آغوش سے لحد تک، غرض کوئی گوشہ زندگی کا ایسا نہیں ہے جو دین کے اندر نہ آوے، یہ نماز، روزہ اور تہجد جو کچھ ہے، کرتے ہیں؛ اگر ہم نے پوری زندگی نہیں سنواری، شادی کو غمی کو، تہواروں کو، رہن سہن کو، طور طریقوں کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مطابق نہیں بنایا، سنتوں کو چھوڑتے رہے اور اور بدعات کو اختیار کرتے رہے، تو نماز بھی بے کار، حج بھی

بے کار، اور روزہ بھی بے کار، زکوۃ بھی بے کار۔

ابن ماجہ اٹھا کر پڑھ لیجیے! ”لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَوْماً وَلاَ صَلوٰۃً وَلاَ حَجاً وَلاَ عُمْرَۃً وَلاَ جِھَاداً“ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں، روزہ قبول نہیں عمراہ قبول نہیں، زکوۃ قبول نہیں، کوئی نفل اس کا قبول نہیں؛ اگر اتنا ہی ہوتا کہ اعمال نہیں، ایمان تو ہے، نجات ہوجائے گی، فرماتے ہیں: ”یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَخْرُجُ الخ“ اسلام سے ایسا صاف نکل جائے گا جس طرح آٹے سے بال۔

تو میں یہ گذارش کررہا تھا یہ نصب العین جس کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے، یہ جامعہ اور اور جامعہ جیسے مدارس ہی تو سنبھالے بیٹھے ہیں، یہ دو دولتیں ہیں، ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ زندہ ہیں اور قرآن اس کا ازلی وابدی کلام ہے، اس پر موت کبھی نہیں آسکتی، اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے چھوڑا، خدا نے تو یہ کیا تھا اور اور اتنا مالا مال کیا تھا کہ کسی کے سامنے نے بھیک مانگنے جانا نہ پڑے؛ لیکن ہم نے نا قدری یہ کی کہ جواہرات کو پھینکا اور کنکریوں کی بھیک مانگنے لگ گئے، برا تو لگے گا! خدا کہ کنکریوں کی بھیک کہاں مانگتے ہیں، میں بتلاؤں! جب سورت بناتے ہیں تو کبھی آئینے میں دیکھو کہ ہماری صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سے ملتی جلتی ہے، یا یا ابوجہل سے ملتی ہے؟ یا کسی مشرک سے؛ اگر دوسرے سے ملتی جلتی ہے تو بھیک مانگ کر لائے یا نہیں، ہمارے برادری کے طریقے ہیں، یا اپنے من مانے یا اپنے پڑوسیوں کے طریقے ہیں؛ اگر پڑوسیوں کے طریقے ہیں تو بھیک ہی تو مانگ کر لائے میں تو کہتا ہوں ہو یا سہرا بندھا تو کیا اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سہرا بندھا تھا؟ صحابہ کرامؓ نے باندھا تھا؟ وہاں باجا ہوا تھا؟ اگر ہمارے گھر کی چیز باجا ہوتی تو ڈھولک بجانے کے لیے دومڑی بلا کر نہ لائی جاتی، محلہ کی عورت بلا کر نہ لائی جاتی، جنت کے حور آکر خاتونِ جنت کی شادی میں ڈھولک بجاتی، اگر باجا بجانا، ڈھولک بجانا کوئی ثواب ہوتا تو باری تعالیٰ آسمان وزمین دونوں کو ملا کر کر ڈھول بناتے، اور جبریل امین علیہ السلام کے گلے میں لٹکا دیتے اور جب خاتون جنت کی شادی ہوتی تب گھر کے سامنے آکر کر ڈھول پیٹ دیتے، ہوتا نا! اگر ہمارے ہاں یہاں شہنائی بجانا ہوتا تو حضرت اسرافیلؑ قیامت کے انتظار میں شہنائی لیے بیٹھے نہ رہتے یہیں آکر بجاتے، خواہ کوئی رہتا یا نہ رہتا، قیامت آتی یا نہ آتی ہوتا نا! ہوا کچھ! پھر یہ لائے کہاں سے؟ اب یہ میں نے موٹی مثال دی، ہم آپ گھر میں دیکھیں، برا نہ مانیں اچھے اچھے گھروں میں دیکھیں! کیا سنت کے مطابق ساری زندگی ہے؟ کیا باپ دادا کے، اور خاندان کی رسمیں نہیں ہوتی؟ اگر سنت کے مطابق ہوتی تو ساری دنیا اور سارے ہندوستان کے رواج غمی اور خوشی کے ایک ہی جیسے ہوتے، آج گجرات میں کچھ اور ہے اور مہاراشٹر میں کچھ اور ہے آپ کے ڈابھیل کا رسم ورواج اور ہمارے شاہجہاں پور کے رسم ورواج کچھ اور، پنجاب اور بنگال کے کچھ اور، اور یہ بدلتے کیوں ہیں؟ ایک خاندان کے رسم ورواج کچھ اور، دوسرے خاندان کے رسم ورواج کچھ اور؛ اگر یہ کوئی شرعی چیز ہوتی تو فرق نہ ہوتا، جیسے مغرب کی نماز، دنیا میں کہیں چلے جائیے، چار رکعت نہیں ہوگی، تین ہی ہوگی، معلوم ہوا کہ شادی کی رسم میں لوگوں نے گڑبڑ کی ہے، چاہے ہے گھٹایا ہے یا بڑھایا ہے۔

اور شیطان ہمارا ذہن یہ بنا دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں، بس یہ ساری مصیبت کی جڑ ہے، اس کے لیے میں حدیث سناؤں! مجالس الابرار اٹھا کر دیکھ لیجیے، اور کتابوں میں دیکھ لیجیے، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بڑے سنت کے پابند تھے بدعت اور بدعتیوں کے پلے درجے کے دشمن تھے، انہوں نے ایک موٹا ڈنڈا اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا، کسی نے بدعت کی اور انہوں نے ڈنڈا اٹھایا، آخر میں کچھ آنکھیں کمزور سی ہوگئی تھیں، مسجد نبوی میں بیٹھے تھے ایک آدمی کو چھینک آئی اس نے کہا "اَلْحَمْدُلِلّٰه" اس نے اضافہ کیا "وَالصَّلَاةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ" حالانکہ "اَلْحَمْدُلِلّٰه" کہتا، سننے والا "یَرْحَمُکَ اللّٰہ" پھر اس کے جواب میں "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ" کہا جاتا، یہی ہے نا! اس نے کہا "اَلْحَمْدُلِلّٰه"، اور ایک اضافہ کیا، "وَالصَّلَاةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ" اضافہ باجے کا، گیت کا، شراب پینے کا، برے کام کا تو نہیں کیا، بہت بھلے کام کا کیا، وہ درود پاک جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہ ہو، جس کی شان یہ کہ کوئی عبادت اس کی شان نہیں رکھتی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہاری نماز، تمہارے روزے، تمہارا خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جانا اور گردن کٹانا، خدا کے یہاں دیکھا جائے گا کہ ریاکاری کے لیے تو نہیں ہے؟ نماز منہ پر ماردی جائے گی، ریاکاری کے جہاد اور شہادت سے جہنم میں اوندھے منہ ڈالدیا جائے گا، علم حاصل کیا، اور عمل بھی کیا؛ لیکن مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں: بڑے مولانا صاحب ہیں، بڑے شیخ الحدیث صاحب ہیں، بڑے اچھے واعظ ہیں؛ اگر یہ نیت رہی تو حدیث شریف میں ہیں کہا اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا، کہا جائے گا "فَقَدْ قِیْلَ"

کہا جا چکا؛ لیکن فرماتے ہیں ”اِلاَّ الصَّلاۃُ عَلَیَّ“ لیکن میرے اوپر درود وسلام پڑھنا اس قاعدے میں داخل نہیں، ریاکاری سے پڑھے، مذاق مذاق سے پڑھے، وہ درود بھی قبول، انہوں نے ”اَلْحَمْدُلِلّٰہ“ کے ساتھ درود شریف کا اضافہ کیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تیور بدل گئے، فرمانے لگے: یہ کون بدعتی گھس آیا، مسجد نبوی میں یہ کون بدعتی آ گیا، اس کو نکالو! وہ بھی کہہ رونے لگا بدعت کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو، میں بدعتی کیوں ہونے لگا؟ فرمایا: تجھے چھینک آئی تو نے کیا کہا؟ کہا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھ دیا، فرمانے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے میں اپنی مرضی سے ترمیم کرنا چاہتے ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف ”اَلْحَمْدُلِلّٰہ“ کہا تھا، تو ”وَالصَّلاۃُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللہ“ کہہ کر ترمیم کرنا چاہتے ہو، جو سرکار کے قانون میں ترمیم کرے اس سے زیادہ باغی اور بدعتی کون ہوگا؟ اس نے کہا: حضور توبہ! توبہ! کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے کہ سرکار کے بتائے ہوئے طریقے میں ترمیم کرے، انہوں نے کہا کہ اچھا! یہ ترمیم نہیں تو پھر کیا، جواب دیا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود کہہ دیا تھا، فرمایا: کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے آپ کو چھینکتے بھی دیکھا ہے؛ لیکن جب آپ کو چھینک آتی تو ”اَلْحَمْدُلِلّٰہ“ کہتے تھے، صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیؓ ”اَلْحَمْدُلِلّٰہ“ کہتے تھے۔

تو یہ ذہن بنائیے کہ نماز روزہ ضرا دا کرو، یہ نہ چھوٹے؛ لیکن پوری زندگی بنانے کی کوشش کرو، میں تو کہتے کہتے مجھے بوڑھا ہو گیا ہوں، مسجد میں تو بن جاتی ہے جب اکیلے میں کواڑ بند کر کے تہجد کی نماز پڑھتا ہے، کیا مجال ہے کہ سجدہ پہلے کر لے اور رکوع بعد میں

کرے، کرے گا کوئی ایسا؟ اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا ہے، تو حضور ﷺ نے شادی کا طریقہ بھی تو بتلایا ہے، تو اس میں بدیلی کیوں ہو؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جامعہ اور ان جیسے مدارس زندگی کو سمیٹ کر بیٹھے ہیں، ان طالب علموں کو خالی پڑھا کر ہی نہیں؛ بلکہ ان کی پوری نگرانی اور تربیت بھی کرتے رہیں، ایک قصور ہمارا اور بھی ہے خدا معاف کرے! آپ کے پورے گجرات میں جیسے دار العلوم کی عمارت، اتنے بڑے بڑے بڑے مدارس سینکڑوں موجود ہیں، ہیں نا اور جیسے یہاں دستار بندی ہوتی ہے سارے مدرسوں میں دستار بندی ہوتی ہے، ہوتی ہے نا! اور سینکڑوں اہل علم اس گجرات سے سے نکل جاتے ہیں؛ لیکن ایمان سے بتلاؤ عالمہ کتنی نکلتی ہیں؟ عالمہ بنانے کے لیے کتنے مدرسے ہیں ان بے چاری عورتوں نے کیا قصور کیا اور جب تک ان کو عالمہ نہیں بناؤ گے اور ان کو دین سے آراستہ نہیں کرو گے قوم نہیں پنپ سکتی، مزاج نہیں بنے گا، دین کا ماحول نہیں بنے گا، بچہ پرورش پاتا ماں کی گود میں، جس ماں میں سرتاپا جہالت ہے، اسی کا دودھ پیے، اسی کی گود میں سانس لے، اور اسی کی گود میں زندگی بسر کرے تو اب ان چار پانچ پانچ گھنٹے میں جوان پر پالش کریں گے اور پھر کوئلے کی کان میں غوطہ دیا جائے گا، تو یہ پالش دے گی، وہاں سے شروع کرو اصلاح، ان کو پڑھاؤ، او عورتیں بڑی بڑی عالمہ تھیں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ عالمہ تھیں، تھیں نا! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی مسئلے میں الجھن ہوتی ہے تو ایک ایک صحابی سے جا کر پوچھتے ہیں؛ لیکن جب کہیں تسکین نہیں ہوتی تو دوڑ کر پہنچتے ہیں دروازہ پر اپنی اماں جان کے، اور ام المومنینؓ سے ایسا علم ملتا ہے کہ ملت کے سینے کھل جائیں۔

شاہ ولی اللہ اللہ محدث دہلویؒ کے خاندان میں جب طالب علم پڑھتے تھے اور حدیث کا درس سمجھ میں نہیں آتا، تو آپا کے دروازے پر جا کر پوچھتے تھے، یہ معقول پڑھنے والے حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادیؒ وغیرہ کے شاگرد، گھر میں جا کر بیبیوں سے حمداللہ، شمس بازغہ، وغیرہ پڑھ کر آتے تھے؛ لیکن آج بدقسمتی ہے یا نہیں؟ تو جامعہ اس کی بقا سے دین کی بقا ہے، یہ دین کی حفاظت گاہیں ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی ساری زندگی سمیٹ کر رکھ دی ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ جس نے ہم کو مالا مال کیا تھا، آج ہمارے ہاتھ خالی ہو گئے، کسی زمانے میں مسلمان کا ہاتھ خالی نہیں تھا، ہاتھ بھرے ہوئے ہوتے، اور میں کہوں کہ اس زمانے میں بھی مسلمان کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں، آپ بھی کہیں گے کہ ایمان تو ہے، تو جب ایمان ہے تو قرآن بھی ہے، اور سنت رسول بھی ہاتھ میں ہے، دونوں ہاتھ بھر گئے، اور جس کے دونوں ہاتھ بھرے ہوئے ہوں وہ کبھی بھیک مانگے گا؟ اگر بھیک مانگنے کا ارادہ کرے تو وہ قرآن کو چھوڑے پہلے، اور جب قرآن کو چھوڑے گا تو ایمان رہے گا؟ پھر دوسرا ہاتھ خالی کرے اور اللہ کے رسول ﷺ کی کالی کملی کو چھوڑے ان کی کملی چھوڑی تو پھر ایمان رہے گا؟ تو مسلمانوں کو بھیک مانگنا چاہیے؟ یا سر اونچا کر کے کہنا چاہیے؟

کہ دل کو تھام ہے ان کا دامن تھام کے
ہاتھ اپنے دونوں نکلے کام کے

تو میں گزارش کر رہا ہوں کہ مسلمان کی زندگی اتنی سمجھ لو کہ آوارہ زندگی نہیں ہے

آزاد زندگی نہیں ہے، پابند زندگی ہے، آپ نے تقریر میں سنا ہوگا اور کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ پہلے مسلمان مٹھی بھر تھے، دور کیوں جاؤ! جنگ بدر کو دیکھیے تین سو تیرہ تھے سینکڑوں پر غالب آ گئے، لوگ سمجھتے ہوں گے کہ کہانی رہی ہوگی، کہانی نہیں، جب مسلمان پابند تھا۔

آپ نے بیل دیکھے ہیں، بندھے ہوتے ہیں، ان کی ناک میں ناتھ ہوتی ہے اور اپنے سانڈ بھی دیکھے ہیں، سانڈ سمجھتے ہیں؟ جو بالکل چھٹا پھرتا ہے، اس کو بھی دیکھا ہوگا! پھر یہ بھی منظر دیکھا ہوگا، سانڈ میں بازاروں میں کھلے پھرتے ہیں، بنیوں کی دوکان پر کھا لیتا ہے، کھیتوں میں جاتا ہے، کھیت کھا لیتا ہے، اور پھر یہ بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسان کا لڑکا ڈنڈے سے اس کو مارتا ہے، اور بنیا اس کو ٹونٹی مارتا ہے دے ڈنڈا، دے ٹونٹی، آپ نے دیکھا کہ کوئی حمایتی کھڑا ہوتا ہے؟ کہ میرے بیل کو نہ مارے، کوئی کہتا ہے اور ذرا کسی کے بیل کو دو لکڑیاں مار کے دیکھو! چاروں طرف سے لڑنے اور مرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے، کہ میرے بیل کو کس نے مارا؟ ارے بھائی! بیل وہ بھی ہیں بیل یہ بھی ہیں، یہ میرا تیرا کیسے جانا؟ فرق یہ ہوا اس کو اس نے باندھ رکھا ہے اس لیے وہ اس کا ہے، میں آپ سے گزارش کروں کہ مسلمان بھی دو رسیوں میں بندھا ہوا ہے، ایک کتاب اللہ، اور سنت رسول اللہ ﷺ کی، اللہ کے رسول کی دو رسیوں میں بندھا ہوا ہے، بیل والا، جب بیل کے لیے مر مٹنے کے لیے تیار ہے تو خدا کے بیل کو اگر کوئی مارے تو خدا کی خدائیت اور خدا کی ساری مشیت اس کے پشت پر نہ ہوگی؟ اگرچہ بیل بندھا ہوا ہے، وہ بیچارہ کچھ بھی نہیں کر سکتا؛ لیکن باندھنے والے کا خاندان مر مٹنے کے لیے تیار ہوگا کہ میرے میل کو کیوں مارا؟ تو پھر خدا کی

قدرت کیوں ساتھ نہ ہوگی، آج ہم نے اپنے آپ کو بندھن سے چھڑا لیا کہ نہ تو کتاب اللہ کی ضرورت، اور نہ سنت رسول اللہ کی ضرورت، ہم پریشان حال ادھر ادھر مارے پھر رہے ہیں، اس لیے اس کو میں چاہتا ہوں کہ بار بار اسے سمجھو! اگر میں ایک چیز کا نام لوں شاید یوں کرو تو کیا غمی ٹھیک ہے اگر کہوں کہ غمی اس طرح کرو تو کہتے ہو تو کیا تہوار ٹھیک ہے؟ اور اگر کام میں یہ کہوں کہ شادی، غمی، اور تہوار یوں کروں تو کیا صورت اور سیرت ہماری ٹھیک ہے؟ میں یوں چاہتا ہوں کہ ذہن یوں بدلو کہ پوری زندگی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق گزرے، یہ کیسے بنے گی؟ جب شادی ہو تو پہلے سے جا کر عالم سے پوچھ لو، اللہ کے رسول کے یہاں شادیاں ہوئی ہیں، خود اپنی شادیاں کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی، سرکار کے یہاں کیا ہوتا تھا؟ اتنا پوچھ کر پھر یہ طے کرو کہ جو کچھ ہوتا ہے وہی کریں گے، اور میں جانتا ہوں ہو کہ کمزوری مجھ میں اور آپ میں دونوں میں ہے، کچھ کر پائیں گے کچھ نہیں کر سکیں گے، اور جو کر پاؤ اس پر شکریہ ادا کرو تا کہ خدا آئندہ توفیق دے کہ مکمل کر سکو، اور جو باقی رہ جائیں، رات ہونے سے پہلے رو کر اس کو ختم کرو، آج بدقسمتی یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہی نہیں کہ آج کونسی سنت ہم سے چھوٹی ہے؟ کیا سرکار کا طریقہ ہم نے ٹھکرایا؟ یا کتنی بغاوت کی، اللہ کے رسول سے، ہم کو یہ پتا نہیں، آدمی مرنے سے پہلے شراب سے توبہ کر جاتا ہے، چوری کی ہے تو چوری سے توبہ کر جاتا ہے، بدکاری سے توبہ کرتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا ہے کہ ہم نے کونسا کام سنت کے خلاف کیا تھا؟ اور شادی میں کون سا طریقہ چھوڑا تھا بڑے سے بڑے گناہ کیے ہیں تب بھی نجات کا دروازہ

کھلا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ گناہ کر کے شفاعت کا دروازہ ذرا بند ہو جائے گا، حضور ﷺ فرماتے ہیں: "شَفَاعَتِیْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" میری امت کے بڑے بڑے گناہ گاروں کے لیے شفاعت ہے، کبھی شرابی کے لیے بھی شفاعت کا دروازہ بند نہیں، ایک بدکار کے لیے بھی بند نہیں؛ اگر کسی بدقسمت کے لیے حضور ﷺ فرمادیں کہ دنیا میں میری شفاعت سب پائیں گے؛ مگر یہ کمبخت نہیں پائے گا، تو یہ شرابی اور بدکار سے بھی بدتر ہوا، کون وہ بدقسمت ہے کہ میری وجہ سے حضور ﷺ کو تکلیف ہو، حضور فرماتے ہیں کہ ؎

کہ ہم نبی ہے کہانی نہیں ہے   حفاظت سے رکھنا کلیجہ لگا کر

اللہ کے رسول ﷺ خود فرماتے ہیں: "مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِیْ، وَلَمْ يَرِدْ عَلٰى حَوْضِیْ" جس نے میرے طور طریقوں کو چھوڑا اور لوگوں کے طور طریقوں کو اختیار کیا، فرماتے ہیں: گنہ گاروں کو میری صفات مل جائے گی؛ مگر خدائے پاک کی قسم! یہ میری شفاعت نہ پائے گا، اور حوض کوثر پر مجھے منہ نہ دکھا سکے گا، اور جس کو حضور کی شفاعت نہ ملے وہ بخشا جائے گا؟ تو میں نے گزارش کی کہ کالی کملی سے لپٹے رہو، خدا کی مشیت تمہارے ساتھ ہوگی، کیوں کہ ہمارا ایمان ہے۔ ؎

پر ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفی پر ہے   نہ توبہ پر نہ طاعت پر نہ زہد و اتقاء پر

آج مسلمان ذلیل ہوا؛ اگر مسلمانوں کو حضور ﷺ کے معراج پر یقین کامل ہو جائے تو وہ یوں کبھی سوچے گا کہ ہم کبھی ذلیل تو ہو نہیں سکتے، آدمی ذلیل جب ہوتا ہے، جب اس کا ذہن ذلیل ہو جاتا ہے، یہ بھنگی جو ہمارا قدمچہ صاف کرتا ہے، کیا یہ ہماری طرح آدمی

نہیں؟ ہم سے تو زیادہ تندرست ہے جب ہی تو غلیظ کی گوکھری لے جاتا ہے جس کو ہم لے بھی نہ جاسکیں ؛ لیکن ذہن اس کا ذلیل ہو گیا ہے، اس کا ذہن یہ ہو گیا ہے کہ ہم ذلت کے لیے، جوتا اٹھانے کے لیے، اور پائخانہ اٹھانے کے لیے ہیں، اس لیے وہ ترقی نہیں کرسکتا ،تو پہلے بنتا ہے ذہن قوم کا ، ذہن یہ بناؤ کہ دنیا کی کوئی قوم ہم سے آگے نہیں جاسکتی ، کیوں کہ جن کے قدم ہم نے پکڑے ہیں یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے، ان کی بلندی یہ ہے کہ آسمان بھی ان کے قدموں کے نیچے ،عرش اعظم بھی نیچے ، وہاں تک تشریف لے گئے ہیں جہاں تک کسی کا وہم وگمان بھی نہیں جا سکتا ،تو جس قوم نے ایسی ذات کے قدم پکڑے ہوں ، اور جو قوم اس ذات کی کملی سے لپٹی ہو وہ قوم کبھی ذلیل نہیں ہوسکتی ، اللہ کے رسول نے ہم کو دنیا میں سربلند کرنے کے لیے دو چیزیں دی ہیں، ہم کو بے سہارا چھوڑ کر نہیں گئے ۔ایک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ، یہی مسلمانوں کا نصب العین ہے، جس کو یہ جامعہ یا اس جیسے جامعہ سنبھالے ہوئے ہیں، اس کو خدا کے لیے باقی رکھو، اس کی بقا سے سے دین کی بقا ہے اور ایمان کی حفاظت ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ: